دفاع پاکستان کس طرح؟

میں اس موقع پر ان لوگوں کو جو اسلامی اصولوں پر کام کرنا چاہتے ہیں' دفاع کے سلسلے میں چند مشورے دینا ضروری سمجھتا ہوں۔

اہم ترین اسلحہ --- اخلاقی طاقت: یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ پاکستان پورے کا پورا سرحد ہے۔ کوئی بڑا شہر ایسا نہیں جو سرحد پر واقع نہ ہو۔ اس لیے یہ اشد ضروری ہے کہ ہر شخص اپنی ڈیوٹی سمجھے اور ہر خطرے کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار رہے۔ ایسے موقع پر سب سے زیادہ اہمیت جس چیز کو حاصل ہوتی ہے' جسے کافر و مومن سب جانتے ہیں' وہ قوم کا مورال (morale) ہے' یعنی اس کی اخلاقی طاقت۔ اگر اخلاقی طاقت موجود نہ ہو تو دوسری جنگی طاقت بے کار ثابت ہوا کرتی ہے۔ اخلاقی طاقت کی کمی کو اسلحے کی فراوانی پورا نہیں کر سکتی بلکہ اس حالت میں ایک قوم کا اپنا فراہم کردہ اسلحہ اس کے دشمن کے کام آتا ہے۔ اخلاقی قوت کی اہمیت کا احساس اگرچہ مسلم و غیر مسلم سب کو یکساں ہے' مگر اس کے تصور' اس کے حدود اور اس کے برقرار رکھنے کی تدابیر' تینوں چیزوں میں' ہمارے اور ان کے درمیان کافی فرق ہے۔ بدقسمتی سے اس وقت ہماری قوم میں اسلامی تعلیم اور اسلامی تربیت کی کمی ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ہم "اخلاقی قوت" کے غیر اسلامی تصور اور حدود اور اس کی بحالی کے غیر اسلامی طریقوں پر نہ مائل ہو جائیں۔ اس لیے میں چاہتا ہوں کہ اس وقت انھی تینوں امور کی اسلامی نقطۂ نظر سے تشریح کر دوں۔

اخلاقی طاقت کا غیر اسلامی تصور: اخلاقی طاقت کا غیر اسلامی تصور یہ ہے کہ قوم کو اپنی طاقت پر پوری طرح اعتماد ہو۔ اسے اپنی قومیت سے' اپنے وطن سے اور قومی کلچر سے عشق ہو اور اس کو بچانے کے لیے وہ جان و مال کی قربانی دینے کے لیے تیار ہو۔ اخلاقی طاقت کے حدود کو وہ زیادہ سے زیادہ بس حوصلے اور ہمت اور جذبۂ مدافعت تک وسیع سمجھتے ہوں اور اس کی بحالی کے لیے وہ زیادہ تر غیر اخلاقی تدابیر سے کام لیتے ہوں' مثلاً جھوٹے اعلانات' اپنی قوت کے متعلق مبالغہ آمیز بیانات' اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو چھپانا اور فتح و کامرانی کی بے بنیاد امیدوں کو ابھارنا۔ ان کے نزدیک صداقت اور واقعیت سے مورال گرتا ہے اور جھوٹ سے وہ قائم ہوتا ہے۔

اخلاقی طاقت کا اسلامی تصور: اس کے برعکس اخلاقی طاقت کا اسلامی تصور یہ ہے کہ قوم کا اصلی اعتماد اپنی طاقت کے بجائے اللہ تعالیٰ کی نصرت و تائید پر ہو۔ اسلام اپنی طاقت پر بھروسا کرنا نہیں سکھاتا بلکہ اللہ پر توکل کرنا سکھاتا ہے۔ ایک سچا مومن ذرائع تو وہ سب فراہم کرتا ہے جو ایک کافر فراہم کرتا ہے لیکن اس کی نگاہ ہمیشہ اللہ پر ہوتی ہے۔ اسی سے وہ مدد مانگتا ہے اور فتح و کامرانی کی ساری امیدیں اسی سے وابستہ کرتا ہے۔ اللہ پر یہ اعتماد اس کے حوصلوں کو اس وقت بھی قائم رکھتا ہے' جب کہ سارے ذرائع و وسائل اس کا ساتھ چھوڑ دیں کیونکہ وسائل اگر باقی نہ رہیں تب بھی اللہ باقی ہے جس پر اس کا اصلی اعتماد تھا اور وہ قادر مطلق ہے جس کے ایک اشارے سے ہرتی ہوئی بازی جیت سکتی ہے۔

اس توکل علی اللہ کی وجہ سے ہمارے ہاں "اخلاقی قوت" تک کے حدود بھی غیر اسلامی حدود سے وسیع تر ہیں۔

توکل علی اللہ کی صحیح صورت: ہم اخلاقی قوت کو صرف حوصلے اور ہمت اور جذبۂ دفاع تک محدود نہیں سمجھتے بلکہ اسے پورے اخلاقی کردار پر حاوی سمجھتے ہیں۔ اس لیے کہ جسے اللہ سے مدد حاصل کرنا ہو' اسے اپنی تمام زندگی کو اس کی مرضی کے مطابق بنانا پڑتا ہے۔ یہ سراسر ایک نامعقول بات ہے کہ ایک شخص یا قوم ایک طرف اللہ کی نافرمانی کرے اور دوسری طرف اس سے مدد بھی مانگے۔ ایسے توکل علی اللہ کی مثال تو بالکل ایسی ہے جیسے ایک شخص گھر سے چوری کے لیے نکلے اور اس کے بیوی بچے خدا سے دعا مانگیں کہ وہ چوری کا مال لے کر خیریت سے گھر لوٹ آئے۔ توکل کی یہ صورت بالکل غلط ہے۔ اللہ کے احکام کی پوری طرح پابندی کرنے کے بعد ہی اللہ پر توکل کرنا صحیح توکل ہو سکتا ہے۔

میں آپ حضرات کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جو قوم خدا کو سرے سے مانتی ہی نہ ہو وہ تو اس کی نافرمانیاں کر کے کچھ دیر پنپ بھی سکتی ہے کیونکہ اس کے لیے اللہ کا قانون امہال و استدراج دوسرا ہے۔ مگر جو قوم خدا پرستی کی مدعی' کتاب الٰہی کی حامل اور دین حق کی نمائندہ بنی ہوئی ہو' وہ اگر احکام الٰہی کے ساتھ اس طرح کے مذاق کرنے پر اتر آئے' تو اسے دنیا کی کوئی طاقت خدا کی سزا سے نہیں بچا سکتی۔ یہ حرکتیں خدا کی رحمت کو نہیں بلکہ اس کے غضب کو دعوت دینے والی ہیں۔

اخلاقی طاقت بحال رکھنے کی تدابیر:

سچ' مورال کی بنیاد: اخلاقی طاقت کو برقرار رکھنے کی تدابیر میں بھی ہمارے اور کفار کے درمیان بڑا اختلاف ہے۔ جھوٹ سے مورال کبھی بحال نہیں رکھا جا سکتا۔ حقیقت میں مورال کی بحالی کے لیے سچ سے زیادہ کوئی چیز کارگر نہیں ہوا کرتی۔ جب تک ہم اپنی کمزوریوں کا ٹھیک احساس نہ کریں گے' ہم اپنی کمزوریاں آخر دور کیسے کریں گے؟ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اپنی کمزوریوں کا اشتہار بھی دیا جانا ضروری ہے۔ مگر قوم کو اپنی کمزوریوں سے آگاہ ضرور ہونا چاہیے تاکہ جہاں تک بس چلے ان کو دور کرنے کی فکر کی

جائے۔ جھوٹ کے ہتھیار کی کامیابی ہمیشہ عارضی ہوتی ہے، مستقل کبھی نہیں ہوتی۔ یہ پردہ جب ہٹتا ہے تو رہا سہا وقار بھی جاتا رہتا ہے۔

باتوں کے بجائے عمل: مورال کی بحالی کے لیے جوشیلی تقریریں اور بڑے بڑے اعلان بھی کام نہیں آتے۔ اس قسم کی خالی خولی پُرجوش باتوں سے مورال اگر بحال بھی ہو جائے تو یہ مستقل نہیں عارضی ہوتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ باتوں کی بجائے عملاً اپنا زور بڑھائیں۔

ظلم و ستم سے دفاع کمزور: دفاع کے معاملے میں خاص اہمیت اس بات کو حاصل ہے کہ ملک کے اندر ظلم و ستم اور بے انصافیوں اور حق تلفیوں کو قطعی طور پر بند ہونا چاہیے۔ اگرچہ یہ چیزیں کسی حالت میں معاشرے کے اندر موجود نہ رہنی چاہییں، لیکن جنگ کے موقع پر جو شخص اس طرح کی کوئی حرکت کرتا ہے، وہ دراصل ہماری مدافعت کے قلعے میں شگاف ڈالتا ہے اور دشمن کو گھس آنے کا راستہ دیتا ہے۔ اس بات کو خصوصیت کے ساتھ حکومت کے افسروں اور اہل کاروں تک پہنچایئے، پولیس کے افسروں اور حاکمانِ عدالت کے ذہن نشین کیجیے اور ان سب لوگوں کو سمجھایئے جنھیں اللہ نے دوسروں پر اقتدار بخشا ہے۔ یہ ایک معمولی سمجھ بوجھ کی بات ہے کہ ایک آدمی کے دل میں اگر ملک کے بچانے کا جذبہ پیدا ہو سکتا ہے تو اسی وقت ہو سکتا ہے جب کہ وہ محسوس کرتا ہو کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں اس کے حقوق محفوظ ہیں۔ اس کی عزت محفوظ ہے اور اس کے سارے جائز حقوق پورے ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر اسے زندگی کے تلخ واقعات یہ محسوس کرائیں کہ یہاں نہ اس کی عزت ہی محفوظ ہے اور نہ اس کے شخصی حقوق، تو کوئی وجہ نہیں کہ محض اس سرزمین کی خاک کے ذروں کی حفاظت کے لیے کوئی جذبہ اس کے اندر مشتعل ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں عام لوگ انصاف سے محروم ہوں، معاشی ظلم نے لوگوں کو فاقہ کش بنا دیا ہو اور بالادستوں کے ہاتھوں سے زیردستوں کی عزت و آبرو بھی محفوظ نہ ہو وہاں بیرونی حملوں کے موقع پر عوام میں کوئی جذبۂ دفاع پیدا ہی نہیں ہوتا، کیونکہ ان کے پاس کوئی ایسی چیز محفوظ ہی نہیں ہوتی جو انھیں جان سے بڑھ کر عزیز ہو اور جسے بچانے کی وہ ضرورت محسوس کریں۔

تاریخ میں بارہا یہ مثالیں سامنے آچکی ہیں کہ ایسے حالات میں تمام آبادی نے بیرونی حملوں کا پوری سرد مہری کے ساتھ سامنا کیا ہے اور بعض اوقات مظلوم آبادی نے محض جذبۂ انتقام کے تحت باہر کے حملہ آوروں کا خیر مقدم تک کیا ہے تاکہ اپنی آنکھوں سے ان لوگوں کی پامالی دیکھیں جو ان کے حقوق پامال کرتے رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ تاریخ کی ان مثالوں سے ہم سبق لیں اور ہم میں سے ہر شخص دوسروں کے حقوق اور عزت و آبرو کا پاس و لحاظ کرے اور ہمارے ملک میں کامل عدل و انصاف قائم ہو۔ ظلم سے بڑھ کر قومی دفاع کو کمزور کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے۔ جو شخص اپنی نفسانیت کی خاطر اپنی قوم کے لوگوں کو بے غیرت اور بے حمیت بناتا ہے وہ دراصل دشمنوں کے لیے راستہ صاف کرتا ہے۔

اسلام کے گھر کی حفاظت : آپ یہ بات بھی لوگوں کے ذہن نشین کرنے کی کوشش کریں کہ اگرچہ اپنے گھر کی حفاظت' اپنی آبرو کی حفاظت' اپنے جان و مال کی حفاظت اور اپنے ملک کی حفاظت بھی ضروری ہے' اور جو مسلمان ان چیزوں کو بچانے کے لیے لڑ کر جان دیتا ہے اسے بھی درجہ شہادت نصیب ہوتا ہے' مگر اصل بنیادی جذبہ جو ہمارے دلوں میں کارفرما ہونا چاہیے وہ خدا کے دین کی مدافعت کا جذبہ ہے۔ جتنا زیادہ یہ جذبہ ہو گا اتنا ہی زیادہ ہمارا دفاع مضبوط ہو گا اور اسی قدر زیادہ ہم اجر و ثواب کے مستحق ہوں گے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سرزمین ہمارا نہیں بلکہ اسلام کا گھر ہے۔ ہمیں یہاں صدیوں کے بعد پھر موقع ملا ہے کہ خدا کے دین کو اس کی اصلی صورت میں قائم کریں اور دنیا کے سامنے اس کی صداقت کی عملی شہادت پیش کریں۔ ہمارے لیے یہ سب سے بڑی نعمت ہے اور ہم ہر قیمت پر اس کی حفاظت کے لیے تیار ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کے ہر مسلمان میں اس نعمت کی قدر کا جذبہ پیدا کریں اور اس کے قلب و روح میں یہ خیال جاگزیں کر دیں کہ اس نعمت کی حفاظت میں کوئی قربانی بھی گراں نہیں ہے۔ یاد رکھیے خدا اور اس کے دین کی خاطر جان دینے کا مرتبہ اپنے گھربار' اپنے مال اور آبرو کی خاطر جان دینے سے بدرجہا زیادہ بلند ہے اور اس جذبے کے تحت جو شہادت میسر ہو وہ بہت اونچے درجے کی شہادت ہے۔ (سرحد پر بھارتی افواج جمع ہونے پر خطاب' سہ روزہ کوثر لاہور' ۲۸ جولائی ۱۹۵۱' تدوین: م - س)۔

اشاعت میں اضافے کی مہم

۱۹۹۹ کے اکتوبر' نومبر' دسمبر کے ۳ ماہ میں ہم یہ کوشش کرنا چاہتے ہیں کہ ترجمان القرآن' ہر اس آدمی تک پہنچے جس تک پہنچنا چاہیے۔

آپ کی توجہ اور تعاون سے یہ ہو سکتا ہے۔

انفرادی طور پر' اجتماعی طور پر نظم کی ہر سطح پر' ہر شخص اس کوشش میں حصہ لے۔ ان ۳ ماہ میں' منصوبہ بنا کر' اہداف طے کر کے کوشش کریں' کوئی کمی نہ کریں' خود جائزہ لیتے رہیں۔

منظم کوشش کے نتائج واضح ہو کر سامنے آئیں گے' ان شاء اللہ

السّعی منا والاتمام من اللّٰہ

تفصیلات کے لیے دفتر سے رابطہ کیجیے : ۵' اے' ذیلدار پارک' اچھرہ' لاہور